حضرت

عمار بن یاسر

رضی اللہ عنہما

محمد خالد جذبی

حضرت عمار بن یاسرؓ

ان صحابیؓ کا تذکرہ جنہیں قبول اسلام کے "جرم" میں اذیتیں دی گئیں' زندگی جن کے لئے اک آگ بنا دی گئی لیکن ان کے دل نور ایمان سے یوں منور ہوئے کہ پھر کوئی اندھیرا انہیں بھٹکا نہ سکا اور ان صحابیؓ کے لئے تو جنت کی بشارت خود حضور اکرمؐ نے فرمائی تھی ،

محمد خالد جذبی کی زیر تکمیل کتاب سے اک روشن باب

اگر کبھی ایسا ہوا ہوتا کہ اللہ کریم کچھ لوگوں کو جنت میں پیدا فرماتا اور وہ جنت ہی میں پل بڑھ کر جوان ہوتے اور پھر اس کے بعد انہیں زمین پر بھیج دیا جاتا کہ وہ اسے اپنے وجود سے زینت بخشیں اور اس کی تاریکیاں دور کریں تو یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ' ان کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ' ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' بھی ان اہل جنت میں شامل ہوتے لیکن ہمیں اس سلسلے میں ایک مفروضے کا سہارا لینے کی ضرورت ہی کیا ہے جبکہ وہ چاروں فی الواقع اہل جنت میں سے ہی تھے

حضرت عمارؓ کے والد حضرت یاسرؓ یمن کے رہنے والے تھے۔ وہ اپنے ایک گمشدہ بھائی کی تلاش میں اپنے دوسرے دو بھائیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آئے' وہ دونوں تو واپس چلے گئے لیکن وہ ابو حذیفہ مخزومی سے حلیفانہ تعلقات قائم کر کے مکہ مکرمہ ہی میں سکونت پذیر ہو گئے۔ یہ بعثت سے پینتالیس سال پہلے کا واقعہ ہے۔ ابو حذیفہ نے ان کی شادی اپنی ایک کنیز سمیہؓ سے کر دی جس کے بطن سے ان کے دو بیٹے حضرت عبداللہؓ اور حضرت عمارؓ پیدا ہوئے۔ ابو حذیفہ نے اس سارے خاندان کو بڑے لطف و محبت سے اپنے پاس رکھا۔ ابو حذیفہ کے انتقال کے کچھ عرصے بعد حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت پر فائز ہوئے۔ آپؐ نے دعوت اسلام کا آغاز فرمایا تو اس سعید الفطرت خاندان کے تمام افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ اہل حق کے لئے بڑا پر آشوب زمانہ تھا۔ جو شخص اسلام قبول کرتا' کفار کے غیظ و غضب کا نشانہ بن جاتا۔ انہوں نے اس غریب الوطن اور بے یارومددگار خاندان پر ایسے ایسے لرزہ خیز مظالم ڈھائے کہ انسانیت سرپیٹ کر رہ گئی۔ ان مظلوموں کو لوہے کی زرہیں پہنا کر گرم ریت پر لٹانا' دہکتے ہوئے انگاروں سے جلانا' پانی میں غوطے دینا اور کوڑوں سے پیٹنا ان کا روز کا معمول بن گیا تھا لیکن وہ نشہ توحید میں ایسے مخمور تھے کہ راہ حق سے ہٹنے کا نام بھی نہ لیتے تھے۔ ایک روز یہ چاروں نفوس قدسیہ کفار کے ہاتھوں اذیتیں جھیل رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ادھر سے گزرے۔ انہیں مصیبت میں مبتلا دیکھ کر آپؐ کو بہت دکھ ہوا اور فرمایا کہ اے آل یاسرؓ! صبر کرو' تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہے--- حضرت یاسرؓ یہ ظلم سہتے سہتے فوت ہو گئے۔ حضرت سمیہؓ کو ایک ظالم نے نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ حضرت عبداللہؓ بھی اسی گرداب اذیت میں جان بحق ہو گئے۔ اب صرف حضرت عمارؓ باقی رہ گئے۔ ایک روز کفار نے انہیں دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ادھر سے گزرے تو ان کے سر پر دست مبارک پھیرا اور فرمایا۔

"اے آگ! تو ابراہیمؑ کی طرح عمارؓ پر بھی ٹھنڈی ہو جا۔"

آپؐ نے مسلمانوں کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کا حکم دیا تو حضرت عمارؓ بھی مدینہ منورہ چلے گئے۔ آپؐ نے مسجد نبوی کی تعمیر کا آغاز فرمایا تو انہوں نے بڑے جوش و خروش سے حصہ لیا' وہ اینٹیں اور گارا اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

"ہم مسلمان ہیں' ہم مسجد بناتے ہیں۔"

آپؐ نے انہیں اینٹیں اور گارا اٹھاتے دیکھا تو نہایت شفقت سے ان کے سر سے گرد و غبار صاف کیا اور فرمایا۔

"اے عمارؓ! تمہیں ایک باغی گروہ شہید کرے گا' تم انہیں جنت کی طرف بلاؤ گے اور وہ تمہیں جہنم کی طرف بلائے گا۔"

حضرت عمار رضی اللہ عنہ، اسلام کے جاں باز مجاہد تھے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ان کی محبت عشق کے درجے تک پہنچی ہوئی تھی۔ وہ تمام غزوات میں آپؐ کے ہمرکاب رہے اور حیرت انگیز شجاعت و بسالت کا مظاہرہ کیا۔ مشہور غزوات کے علاوہ وہ بعض چھوٹی چھوٹی مہموں میں بھی شریک ہوئے۔ عہد رسالت کا شاید ہی کوئی شرف ایسا ہو جو انہیں حاصل نہ ہوا ہو۔ آپؐ ان کے اخلاص فی الدین اور جذبہ فدویت کا اعتراف فرماتے تھے اور ان کا بیحد اعزاز واکرام فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو قریب قریب سارے عرب کو فتنہ ارتداد نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ حضرت صدیقؓ نے عدیم المثال حوصلے واستقامت سے اس فتنے کا مقابلہ کیا۔ اس سلسلے میں متعدد خونریز معرکے پیش آئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اکثر معرکوں میں شرکت کی اور مرتدین کے خلاف داد شجاعت دی۔ جنگ یمامہ میں ان کا ایک کان شہید ہو گیا جو قریب ہی زمین پر پھڑک رہا تھا لیکن وہ بے پروائی سے حملے پر حملے کر رہے تھے۔ جس طرف رخ کرتے تھے، دشمن کی صفیں درہم برہم ہو جاتی تھیں۔ ایک موقع پر مسلمانوں کے قدم اکھڑنے لگے تو وہ ایک بلند چٹان پر کھڑے ہو کر للکارے۔

"مسلمانو! کیا تم جنت سے بھاگتے ہو--- دیکھو، میں عمارؓ ہوں۔ آؤ، میرے پاس آؤ۔"

ان کی آواز سن کر مسلمانوں کے قدم جم گئے اور انہوں نے ان کے ساتھ مل کر اس زور کا حملہ کیا کہ دشمن کا منہ پھر گیا اور بالآخر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ انہوں نے ایک سال نو ماہ تک نہایت خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دیئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر کے واپس مدینہ منورہ بلا لیا اور پوچھا کہ عمارؓ! تم میرے اس عمل سے ناراض تو نہیں ہوئے؟ انہوں نے کہا کہ اگر آپ پوچھتے ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ میں نہ تو اس منصب پر اپنے تقرر سے خوش ہوا تھا اور نہ اب اپنی معزولی سے ناراض ہوا ہوں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک فتنہ وفساد کے شعلوں سے بھڑک اٹھا۔ انہوں نے شورش کے اسباب معلوم کرنے کے لئے ایک تحقیقاتی وفد مقرر کیا جس میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ وہ وفد کے دوسرے ارکان کے ساتھ مصر گئے اور وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر حضرت عثمانؓ کو شورش کے اسباب سے آگاہ کر دیا۔

حضرت سیدنا علی منصب خلافت پر فائز ہو گئے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ، ان کے دست وبازو ثابت ہوئے۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیر نے جنگ کے لئے بصرہ کا رخ کیا تو حضرت علیؓ نے انہیں اپنے بیٹوں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسین کے ساتھ اہل کوفہ کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کوفہ بھیجا۔ وہ کوفہ پہنچے اور لوگوں کو اپنی حمایت پر آمادہ کرنے کے لئے پرجوش تقاریر کیں۔ کوفہ کے ایک بااثر صحابی حضرت حجر بن عدیؓ نے ان کی پر زور تائید کی۔ اس طرح کوفہ کے قریباً دس ہزار آدمی حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہونے کے لئے ان کے ساتھ ہو گئے۔ جنگ کا آغاز ہوا تو حضرت علیؓ نے انہیں میسرہ کا سالار مقرر کیا۔ وہ غیر معمولی جوش وثابت قدمی سے لڑے، یہاں تک کہ حضرت علی کو فتح حاصل ہوئی۔

حضرت علیؓ اور معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان جنگ صفین پیش آئی تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اس میں بھی پرجوش حصہ لیا۔ جب وہ حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہو کر میدان جنگ کی طرف بڑھ رہے تھے تو بار بار کہتے جاتے تھے۔

"اے اللہ! اگر میں جانتا کہ پہاڑ سے کود کر، پانی میں ڈوب کر یا آگ میں جل کر جان دینا تیری خوشنودی کا باعث ہو گا تو میں ہر طریقے سے تجھے خوش کرتا۔ اب لڑنے جا رہا ہوں تو اس میں بھی تیری رضا جوئی مقصود ہے، امید ہے کہ تو اس مقصد میں مجھے ناکام نہ کرے گا۔"

معاویہ بن ابی سفیان کے علمبردار عمرو بن عاصؓ پر نظر پڑی تو کہا کہ میں اس علمبردار سے تین بار رسول اللہ ﷺ کی معیت میں لڑ چکا ہوں، اب چوتھی بار اس کا سامنا کر رہا ہوں۔ واللہ اگر وہ ہمیں شکست دیتے ہوئے مقام ہجر تک بھی پسپا کر دیں تو بھی میں یہی سمجھوں گا کہ ہم حق پر اور وہ باطل پر ہیں--- اس جنگ میں انہوں نے حیرت انگیز شجاعت وبسالت کا مظاہرہ کیا۔ جس طرف رخ کرتے تھے، دشمن کی صفیں درہم برہم ہو جاتی تھیں۔ ایک روز شام کے وقت جب سورج غروب ہو رہا تھا اور جنگ پوری شدت سے جاری تھی،

انہوں نے دودھ کے چند گھونٹ پیئے اور کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا' دنیا میں تیرا آخری توشہ دودھ کے چند گھونٹ ہو گا' پھر غنیم پر شیر کی طرح حملہ آور ہوئے۔ اس وقت زبان پر یہ رجز جاری تھا۔

"آج میں اپنے دوستوں سے ملوں گا۔ آج میں اپنے محبوب رسول اللہؐ اور ان کی جماعت سے ملوں گا۔"

حضرت ہاشم بن عتبہؓ نے حضرت علیؓ کا علم اٹھا رکھا تھا' ان پر نظر پڑی تو کہا کہ اے ہاشمؓ آگے بڑھو' جنت تلواروں کے سائے میں اور موت نیزوں کے کناروں پر ہے۔ جنت کے دروازے کھولے جا چکے ہیں--- پھر اس بہادری سے لڑے کہ دشمن فوج کے پرے کے پرے صاف کر دیئے۔ آخر ایک شخص نے انہیں نیزے سے مجروح کر کے زمین پر گرا دیا اور دوسرے شخص نے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔ یہ ۳۷ھ کا واقعہ ہے۔ حضرت علیؓ نے ان کی شہادت کی خبر سنی تو اشکبار ہو گئے اور فرمایا۔

"اللہ نے عمارؓ پر رحم کیا جس روز وہ ایمان لائے' اللہ نے ان پر رحم کیا جس روز وہ شہید ہوئے اور اللہ ان پر رحم کرے گا جس روز وہ اٹھائے جائیں گے۔ میں نے انہیں اس وقت رسول اللہؐ کے ساتھ دیکھا تھا جب صرف چار یا پانچ صحابہ ایمان لائے تھے۔ قدیم صحابہؓ میں سے کسی کو ان کی مغفرت میں شک نہیں ہو سکتا۔ عمارؓ اور حق' لازم اور ملزوم تھے اس لئے ان کا قاتل یقیناً جہنمی ہو گا۔"

اس کے بعد وہ اپنے جاں نثار ساتھی کی لاش کے پاس آئے اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور شہید راہ حق کو خون آلود پیراہن کے ساتھ دفن کر دیا۔

بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن　　خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت عمار رضی اللہ عنہ طویل عرصے تک نبوت کے سرچشمہ فیض سے سیراب ہوئے تھے اس لئے علم و فضل کے اعتبار سے بہت اونچا مقام رکھتے تھے لیکن وہ بہت کم گو اور روایت حدیث میں بیحد محتاط تھے۔ یہی سبب ہے کہ ان سے صرف باسٹھ احادیث مروی ہیں۔ ان کے صحیفہ حیات میں سبقت فی الاسلام' حب رسولؐ' شوق جہاد' صبر و استقامت' زہد و ورع' شغف عبادت' حلم و تحمل' سادگی' تواضع اور انکسار سب سے روشن باب ہیں۔ انہوں نے دعوت حق پر اس وقت لبیک کہا جب ایسا کرنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس قدر محبت و عقیدت تھی کہ آپؐ پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ شوق جہاد کی یہ کیفیت تھی کہ راہ حق میں ہر وقت سربکف رہتے تھے۔ عہد رسالتؐ کے تمام غزوات و سرایا میں سرفروشانہ شریک ہوتے۔ خلفائے راشدین کے عہد میں بھی اکثر معرکوں میں داد شجاعت دی۔ زہد و ورع اور شغف عبادت میں ان کی ذات مثالی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔ حرام تو حرام' شبہات تک سے اپنا دامن آلودہ نہ ہونے دیتے تھے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک موقع پر انہیں طیب المطیب (پاکیزہ و مصفا) کے لقب سے نوازا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

"عمارؓ سر سے لے کر پاؤں تک ایمان سے پر ہے---"

نماز پنج گانہ پابندی سے ادا کرنے کے علاوہ رات رات بھر نماز اور اوراد و وظائف میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت انہی کی شان میں نازل ہوتی ہیں۔

ترجمہ: (بھلا مشرک اچھا ہے یا) وہ مومن جو شب کے اوقات میں عبادت گزار ہے۔ سجود و قیام کرتے ہوئے آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔

جمعہ کے روز خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھ کر بالعموم سورۃ یٰسین کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ خطبہ اگرچہ مختصر ہوتا تھا لیکن نہایت فصیح و بلیغ ہوتا تھا اور اختصار میں بھی جامعیت ہوتی تھی۔ ایک دفعہ کسی شخص نے خطبے کے اختصار پر اعتراض کیا تو فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے' نماز کو طول دینا اور خطبے کو مختصر کرنا انسان کی سمجھ کی نشانی ہے--- نہایت بردبار اور متحمل مزاج تھے۔ طبیعت میں بے حد سادگی' تواضع اور قناعت تھی۔ حضرت علیؓ سے بڑی محبت تھی اور ان کی شان میں کسی کے منہ سے کوئی نالائم کلمہ نہ سن سکتے تھے۔ جس بات کو حق سمجھتے تھے' اس پر اڑ جاتے تھے اور کسی خطرے اور مصیبت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ہر کام میں ان کی نیت یہ ہوتی تھی کہ اللہ کی رضا حاصل ہو جائے' دنیوی منفعت کو انہوں نے کبھی بھی اپنا مطمع نظر نہ بنایا۔ ان کا قد لمبا' آنکھیں نرگسی' سینہ چوڑا اور بدن خوب گداز تھا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر اکانوے سال تھی۔

OO